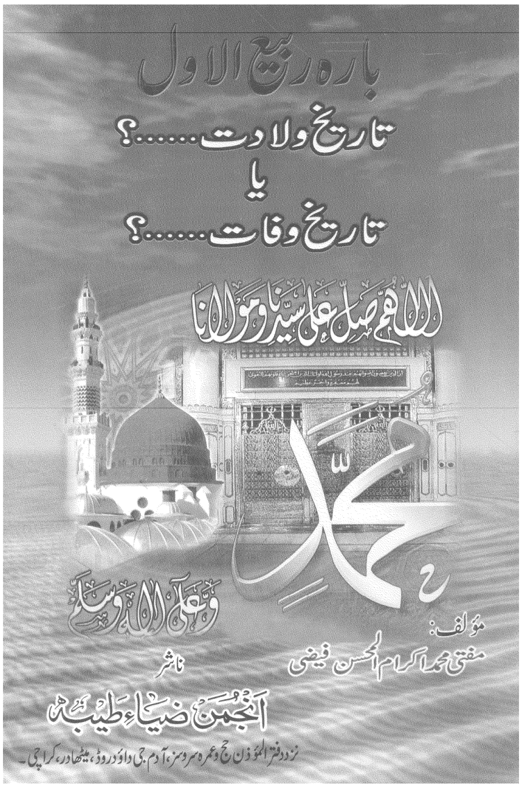

بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت یا تاریخ وفات؟

الحمدللّٰہ الذی لم یلد ولم یولد والصلوٰۃ والسلام علی والدوماولدالذی من کان نبیاوآدم بین الروح والجسد علی اله وصحبه الذین عزرو احبیب الصمد اما بعد

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وذکرھم بایام اللّٰہ

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

(پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۵)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مشہور مفسر امام خازن متوفی ۷۴۱ ھ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۲۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات فرمائے انعامات فرمائے ہیں اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے مگر کسی نعمت واحسان پر رب کائنات نے احسان نہیں جتلایا مگر جب سب سے عظیم نعمت اپنے پیارے حبیب کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا تو رب کائنات نے فرمایا:

لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم ایته ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمة

(پارہ ۴ آل عمران الآیۃ ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور نہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

تو معلوم ہوا جب حضور ﷺ نعمتِ عظمیٰ ہیں تو جس دن ان کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی اس دن کو بطور یادگار منانا قرآن سے ثابت ہوا نیز رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث

ترجمہ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں تو اب اس نعمت کا خوب خوب چرچا کرنا چاہئے۔

اسی لئے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے عوام ربیع الاول شریف بالخصوص ۱۲ ربیع الاول شریف کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں جو کہ محدثین، مفسرین، ائمہ اسلام کا طریقہ ہے اور اس پر تمام کا اجماع ہے۔

بلکہ بعض ائمہ اسلام جن میں امام المحدثین فی الھند، برکۃ رسول اللہ ﷺ فی الھند محقق علی الاطلاق حضرت سیدنا ومولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ﷺ (جن کو ہر رات

بلاناغہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف نصیب ہوتا تھا۔ الاضافات الیومیہ از: اشرف علی تھانوی) اور امام المحدثین، شارح بخاری علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ ولادت کی تمام مبارک راتوں کو عید بنا کر ایسے شخص پر شدت کی جس کے دل میں مرض وعناد ہے۔

(مواہب اللدنیہ جلد اصفحہ ۲۷، زرقانی علی المواہب جلد اصفحہ ۱۳۹، ماثبت من السنۃ)

لیکن بعض منکرین جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر سادہ لوح مسلمانوں کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول شریف حضور نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت نہیں بلکہ تاریخ وفات ہے اس پر خوشی کا اظہار کرنے کے بجائے غم کا اظہار کرنا چاہئے لہٰذا اس بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بقول جمہور ومشہور بارہ ربیع الاول شریف بروز پیر ہوئی۔

چنانچہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر وابن عباس انھما قال ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول

عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر اور

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(البدایہ والنھایہ جلد۲صفحہ۳۰۲، بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی جلد۲صفحہ۱۸۹)

اس حدیث کی سند میں پہلا راوی عفان ہے جس کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحب ضبط واتقان ہیں۔

(خلاصۃ التھذیب صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ بیروت)

دوسرے راوی سعید بن مینا بھی ثقہ ہیں۔

(تقریب التھذیب صفحہ ۱۲۶، خلاصۃ التھذیب صفحہ ۱۴۳)

ان دو جلیل القدر اور فقیہہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہی ہوئی تھی۔

مشہور محدث ومفسر، مؤرخ علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

وقیل لثنتی عشرة خلت منه نص علیه ابن اسحاق ورواه ابن ابی شیبة فی مصنفه عن عفان عن سعید من مینا عن جابروابن عباس انهما قالا ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول وفیه بعث وفیه عرج به الی السماء وفیه هاجر وفیه مات وهذا هو المشهور عند الجمهور والله اعلم

اور کہا گیا ہے کہ بارہ کو ولادت ہوئی اس پر امام ابن اسحاق کی نص ہے اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت عفان سے وہ حضرت سعید بن مینا سے کہ حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عام

الفیل میں بارہ ربیع الاول شریف بروز پیر پیدا ہوئے اور اس میں مبعوث ہوئے اسی (پیر) کو معراج کی اسی (پیر) کو ہجرت فرمائی اور اسی میں (پیر) وصال فرمایا اور یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے واللہ اعلم۔

(البدایہ والنھایہ جلد۲صفحہ۲۰۳،۲۰۲)

محدث علامہ ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں۔

اتفقوا علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ولد یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول عام الفیل واختلفوا فیما مضیٰ من ذلك الشهر لولادته علی اربعة اقوال ...... والرابع لاثنتی عشرة خلت منه

اس بات پر تمام متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی اور اس کے تاریخ میں اختلاف ہے اور اس بارے میں چار اقوال ہیں چوتھا قول یہ ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو ولادت باسعادت ہوئی۔

(صفۃ الصفوہ جلد ۱صفحہ ۲۲)

مشہور محدث علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ عام الفیل (ہاتھی والے سال یعنی ابرھہ کی ہلاکت اور اس کے لاؤ لشکر کی بربادی والے سال میں) ربیع الاول کی بارھویں رات کے بعد ہوئی۔

(الوفاء مترجم صفحہ ۱۸۸)

علامہ امام شہاب الدین قسطلانی شافعی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ فرماتے ہیں:

وقیل لعشر وقیل لاثنی عشر وعلیه عمل اهل مکة فی زیارتهم موضع

مولده فی هذاالوقت ...... والمشهور انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وهو قول ابن اسحاق وغیره

اور کہا گیا ہے دس ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور اسی پر اہل مکہ ولادت کے وقت اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں......اور مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے اور یہ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے۔

(المواھب اللدنیہ مع الزرقانی جلد ۱صفحہ ۲۴۷)

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ فرماتے ہیں:

وهو قول محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی وقول غیره قال ابن کثیر وهو المشهور عند الجمهور وبالغ ابن الجوزی وابن الجزار فنقلافیه الاجماع وهوالذی علیه العمل

اور (بارہ ربیع الاول ولادت) کا قول محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی کا ہے اور ان کے علاوہ کا قول بھی ہے ابن کثیر نے کہا یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے امام ابن جوزی اور ابن جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اسی پر عمل ہے۔

(زرقانی شرح مواھب جلد ۱صفحہ ۲۴۸)

علامہ امام نورالدین حلبی متوفی ۱۶۲۴ء فرماتے ہیں:

وکان ذلك لمضی ثنتی عشرة لیلة عصنت من شهر ربیع الاول ......
قال وحکی الاجماع علیه وعلیه العمل الآن فی الامصار خصوصاً اهل مکة فی زیارتهم موضع مولده صلی الله علیه وسلم

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی ......اس پر اجماع ہے اور اب اسی پر عمل ہے شہروں میں خصوصاً اہل مکۃ اسی دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی جگہ پر زیارت کے لئے آتے ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱صفحہ ۵۷)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملّت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل ومحقق بریلوی ؒ ولادت کی تاریخ کے متعلق فرماتے ہیں:

سائل نے یہاں تاریخ سے سوال نہ کیا اس میں اقوال بہت مختلف ہیں دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس سات قول ہیں مگر اشہر واکثر ماخوذ ومعتبر بارھویں ہے مکہ معظمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی المواھب والمدارج (جیسا کہ مواھب اللدنیہ اور مدارج النبوۃ میں ہے) اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔

علامہ قسطلانی وفاضل زرقانی فرماتے ہیں:

المشهور انه صلی الله علیه وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیره

مشہور یہ ہے کہ حضور انور ﷺ بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

شرح مواھب میں امام ابن کثیر سے ہے:

هوالمشهور عندالجمهور

جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اسی میں ہے ''هوالذی علیه العمل'' یہی وہ ہے

جس پر عمل ہے شرح الھمزیہ میں ہے۔

هوالمشهور عليه العمل

یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶ ص ۴۱۲)

محقق علی الاطلاق، برکۃ رسول اللہ ﷺ فی الھند، امام المحدثین حضرت سیدنا ومولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک عام الفیل کے چالیس یا پچپن دن کے بعد ہوئی ہے یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی اور بعض علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض بارہ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول کی رات گزرنے کے بعد کہتے ہیں بہت سے علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض دس بھی کہتے ہیں لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور و اکثر ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۳)

مفسر قرآن، ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ تاریخ طبری صفحہ ۱۲۵ جلد دوم ۲۔ تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۷۰ جلد دوم

تاریخ ولادتِ باسعادت:

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ محسنِ انسانیت ﷺ کا یوم میلاد دوشنبہ کا دن تھا۔

اس پر بھی علماء امت کا تقریباً اتفاق ہے کہ ربیع الاول کا بابرکت مہینہ تھا۔ ماہ رمضان اور ماہ محرم کے اقوال کو اہل تحقیق نے درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ البتہ ماہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی جب مہتاب رشد وہدایت نے جلوہ بار ہو کر ظلمت کدہ عالم کو منور فرمایا اس بارے میں علماء کرام کے متعدد اقوال ہیں ہم یہاں علماء محققین کی آراء ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے وہ بآسانی صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں گے۔

۱۔ امام ابن جریر طبری، جو فقید المثال مفسر، بالغ نظر مؤرخ بھی ہیں وہ اس بارے میں لکھتے ہیں۔

ولد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه واله وسلم يوم الاثنين عام الفيل لاثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول ۔

"رسول کریم ﷺ کی ولادت سوموار کے دن ربیع الاول شریف کی بارھویں تاریخ کو عام الفیل میں ہوئی۔"(۱)

علامہ ابن خلدون جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں بلکہ فلسفہ تاریخ کے موجد بھی ہیں وہ لکھتے ہیں:

۲۔ ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الاول لاربعين سنة من ملك كسرىٰ انوشير وان

۱۔ السیرۃ النبویہ ابن ہشام صفحہ ۱۷۱ جلد اول ۲۔ اعلام النبوۃ صفحہ ۱۹۲

"رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ نوشیرواں کی حکمرانی کا چالیسواں سال تھا۔"(۲)

۳۔ مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ) عالم اسلام کے سب سے پہلے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق سے اپنی السیرۃ النبوۃ میں رقمطراز ہیں۔

ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل

"رسول اللہ ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"(۱)

۴۔ علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی، جو علم سیاستِ اسلامیہ کے ماہرین میں سے ہیں اور جن کی کتاب الاحکام السلطانیہ آج بھی علم سیاست کے طلبہ کے لئے بہترین ماخذ ہے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لانه ولد بعد خمسين يوما من الفيل وبعد موت ابيه فى يوم الاثنين الثانى عشر من شهر ربيع الاول

"واقعہ اصحاب فیل کے پچاس روز بعد اور آپ کے والد کے انتقال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز سوموار بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔"(۲)

علوم قرآن وسنت اور فن تاریخ کے یہ وہ جلیل القدر علماء ہیں جنہوں نے بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ والثنا تحریر کیا ہے اور دیگر اقوال کا ذکر تک نہیں کیا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک صحیح اور معتمد علیہ قول یہی ہے۔

دور حاضر کے سیرت نگار محمد الصادق ابراہیم عرجون، جو جامعہ ازہر مصر کے کلیۃ

۱۔ محمد رسول اللہ صفحہ ۱۰۲ جلد اول ۲۔ محمد رسول اللہ صفحہ ۹۱ جلد دوم

اصول الدین کے عمید رہے ہیں۔ اپنی کتاب "محمد رسول اللہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد صح من طرق كثيرة ان محمدا عليه السلام ولد يوم الاثنين للاثنتى عشرة مضت من شهر ربيع الاول عام الفيل فى زمن كسرىٰ نوشيروان و يقول اصحب التوفيقات التاريخية ان ذلك يوافق اليوم المكمل للعشرين من شهر اغسطس سنہ ۵۷۰م بعد ميلاد المسيح عليه السلام

"کثیر التعداد ذرائع سے یہ بات صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بروز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کسریٰ نوشیرواں کے عہد حکومت میں تولد ہوئے۔ اور ان علماء کے نزدیک جو مختلف سمتوں کی آپس میں تطبیق کرتے ہیں انہوں نے عیسوی تاریخ میں ۲۰ اگست ۵۷۰ء بیان کی ہے۔"(۱)

ان کے علاوہ علامہ محمد رضا جو قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری کے امین تھے انہوں نے اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھا ہے۔

ولد النبى صلى الله عليه وسلم فى فجر يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة مضت من ربيع الاول عشرين اغسطس ۵۷۰م واهل مكة يزورون موضع مولده فى هذاالوقت۔

"حضرت نبی کریم ﷺ سوموار کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی بارہ تاریخ بمطابق بیس اگست ۵۷۰ عیسوی پیدا ہوئے اہل مکہ سرکار دو عالم ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کے لئے اسی تاریخ کو جایا کرتے ہیں"۔(۲)

۱۔ الوفا ابن جوزی، صفحہ ۹۰ ۲۔ عیون الاثر جلد ۱ صفحہ ۲۶

اب ہم چند دوسرے حوالے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

علامہ ابن جوزی، میلاد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ والثنا کی تاریخ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں قلمبند فرماتے ہیں۔

ولد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین لعشر خلون من ربیع الاول عام الفیل وقیل للیلتین خلتا منه قال ابن اسحاق ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفین للاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول ۔

''حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بروز سوموار دس ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ تھی اور امام ابن اسحاق فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ روز دوشنبہ بارہ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔''(۱)

امام الحافظ ابوالفتح محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن سید الناس الشافعی الاندلسی اپنی سیرت کی کتاب ''عیون الاثر'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

ولد سیدنا ونبینا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یوم الاثنین للاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل قیل بعد الفیل بخمسین یوما۔

''ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سوموار کے روز بارہ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔بعض نے کہا ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس روز بعد حضور کی ولادت ہوئی۔''(۲)

اس کے بعد انہوں نے ربیع الاول کی دو اور آٹھ تاریخ کے قول نقل کئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر جو علوم تفسیر۔ حدیث اور تاریخ میں اپنی نظیر آپ تھے وہ ''السیرۃ النبویۃ'' میں اس موضوع پر یوں داد تحقیق دیتے ہیں۔

ولد صلوات اللہ علیہ وسلامہ یوم الاثنین بماروا ہ مسلم فی صحیحه من حدیث غیلان بن جریر عن ابی قتادۃ ان اعرابیا قال یارسول اللہ ماتقول فی صوم یوم الاثنین فقال ذات یوم ولدت فیه وانزل علی فیه۔

''حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سوموار کے روز ہوئی ۔ امام مسلم نے اپنی صحیح غیلان بن جریر کے واسطہ سے ابی قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ سوموار کے روزے کے بارے میں حضور کیا فرماتے ہیں۔حضور نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی ۔ یہ وہ دن ہے جس میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔''

اس کے بعد علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے آپ فرمایا کرتے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت بھی سوموار کے دن، بعثت بھی سوموار کے دن، مکہ سے ہجرت بھی سوموار کے دن، مدینہ طیبہ میں تشریف آوری بھی سوموار کے دن اور دار فانی سے انتقال بھی سوموار کے دن اور جس روز حضور نے حجر اسود اٹھا کر دیوار کعبہ میں رکھا تھا وہ بھی سوموار کا دن تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنھوں نے تاریخ ولادت بروز جمعہ سترہ

ا۔سیرت ابن کثیر صفحہ ۱۹۹ جلد اول

ربیع الاول بتائی ہے وہ بالکل غلط اور بعید از حق ہے۔ثم الجمهور علی ان ذلك كان فی شهر ربیع الاول

''کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول ہوئی۔''

بعض نے اس ماہ کی دو تاریخ۔بعض نے آٹھ تاریخ اور بعض نے دس تاریخ بتائی ہے آٹھ تاریخ کا قول ابن حزم سے منقول ہے اور الحافظ الکبیر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے اس کی تصحیح کی ہے۔بعض نے اس ماہ کی بارہ تاریخ کو متعین کیا ہے ابن اسحاق نے یہی قول لکھا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں یہی تاریخ روایت کی ہے۔

رواہ ابن ابی شیبة فی مصنفه عن عفان عن سعیدبن میناء عن جابر وابن عباس انهما قالاولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول وفیه بعث وفیه عرج به الی السمآء وفیه هاجروفیه مات وهذاهوالمشهور عند الجمهور واللّٰہ اعلم بالصواب۔

''حضرت جابر اور ابن عباس دونوں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل روز دوشنبہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اسی روز حضور کی بعثت ہوئی۔اسی روز معراج ہوا اور اسی روز ہجرت کی۔اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ بارہ ربیع الاول مشہور ہے۔''واللّٰہ اعلم بالصواب''(۱)

اس کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی متوفی

ا۔الشمامہ العنبر یہ مولد خیر البریہ صفحہ ۷ ۔۔۔ ۲۔سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۸

۲۶۴ھ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔محدث ابن حبان فرماتے ہیں ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے۔دوسرے راوی عفان ہیں ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ صاحب ضبط واتقان ہیں تیسرے راوی سعید بن میناء ہیں ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں ہرگز قابل تسلیم نہیں۔

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویم تاریخی ہے ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخی ولادت بارہ ربیع الاول ہے۔

اہل حدیث کے مشہور عالم نواب سید محمد صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہور علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔''(۱)

علماء دیوبند کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع سیرت خاتم الانبیاء میں رقمطراز ہیں۔

الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض ''آدم'' اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا۔موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ

ﷺ رونق افزائے عالم ہوتے ہیں۔(۲)

برصغیر پاک و ہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں تھا بلکہ پیر کا دن نو ربیع الاول کو بنتا ہے۔لہٰذا نو تاریخ صحیح ہے۔لیکن دلچسپ صورت حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصلی وطن کا بھی حتمی علم نہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمد پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے مفتی محمد شفیع صاحب انہیں مکی لکھتے ہیں۔مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے انہیں قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔البتہ معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے نتائج الافہام کے نام سے عربی میں کیا اس کو مولوی سید محی الدین خان جج ہائی کورٹ حیدر آباد نے اردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نولکشور پریس نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں صحابہ کرام تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں شروع ہوا اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۷ھ/۱۲ جولائی ۶۳۸ء کو مملکت اسلامیہ میں اس کا نفاذ ہوا۔اس کے بعد تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے

کا تقویمی ریکارڈ دستیاب نہیں اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں رد و بدل کر لیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ضیاء القرآن میں ہے قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسیئ کی جاتی رہی لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سال میں نسیئ کی گئی۔

(ضیاء القرآن جلد ا صفحہ ۲۰۲ حاشیہ ۶۰)

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔علامہ قسطلانی لکھتے ہیں اہل زیچ کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہوگی۔پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین مفسرین، تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بات ماننا پڑے گی۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفی احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا بارہ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہان ھست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

(ماخوذ ضیائے حرم میلاد النبی نمبر ۱۴۱۰ھ صفحہ ۱۹۳۔۱۹۴)

علماء کرام کے ان اقوال کے نقل کرنے کے بعد قارئین کی خدمت میں مصر کے نابغہ روزگار عالم جو علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ان کا قول قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔میرے نزدیک یہ قولِ فیصل ہے اور حق کے

۱۔خاتم النبیین صفحہ ۱۱۵ جلد ا

متلاشی کے لئے اس میں اطمینان اور تسکین ہے۔امام محمد ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیرت کی کتاب خاتم النبیین میں اس مسئلہ کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

الجمهرة العظمیٰ من علماء الرواية علی ان مولده عليه الصلوٰة والسلام فی ربيع الاول من عام الفيل فی ليلة الثانی عشرمنه وقد وافق ميلاده بالسنة الشمسية نسيان (اغسطس)

’’علماء روایت کی ایک عظیم کثرت اس بات پر متفق ہے کہ یوم میلاد عام الفیل ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ ہے۔‘‘(۱)

اس کے بعد انہوں نے دوسرے اقوال بھی ذکر کئے ہیں لیکن ان پر بدیں الفاظ تبصرہ فرمایا ہے۔

ولولاان هذه الرواية ليست هی المشهورة لاخذنا بها ولكن علم الرواية لايدخل الترجيح فيه بالعقل۔

کہ جمہور علماء کے مقابلہ میں یہ روایتیں مشہور نہیں ہیں نیز علم روایت میں ترجیح کا دارومدار عقل پر نہیں ہوتا بلکہ نقل پر ہوتا ہے۔

برصغیر ہند کے شیخ الحدیث، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’مدارج النبوۃ‘‘ میں تاریخ میلاد پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

بداں کہ جمہور اہل سیر و تواریخ بر آنند کہ تولد آنحضرت ﷺ در عام الفیل بود از چہل روز یا پنجاہ و پنج روز ایں قول اصح اقوال است مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضے علماء دعویٰ اتفاق بریں

۱۔مدارج النبوۃ صفحہ ۱۵ جلد دوم

قول نمودہ و دوازدھم ربیع الاول بود۔

’’خوب جان لو کہ جمہور اہل سیر و تواریخ کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی اور واقعہ فیل کے چالیس روز یا پچپن روز بعد اور یہ دوسرا قول سب اقوال سے زیادہ صحیح ہے مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی۔بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔یعنی سب علماء اس پر متفق ہیں۔(۱)

اس مسرت آگیں اور دل افروز اور روح پرور واقعہ کا ذکر کرنے کے بعد آپ نے چند نعتیہ اشعار موزوں کئے یا خود بخود موزوں ہو گئے آپ بھی انہیں پڑھیئے اور ان سے اپنی دیدہ و دل کو روشن کرنے کی کوشش کیجئے۔آپ فرماتے ہیں۔

شب میلاد محمد چہ شب انور بود
ہمہ را گشت محیط ہمہ جا در گردید

’’محمد مصطفی ﷺ کی پیدائش کی رات کتنی روشن رات تھی کہ مکہ کے دروازوں سے لے کر شام تک سارا علاقہ جگمگانے لگا۔‘‘

مکہ و شام چہ باشد کہ ازمشرق تاغرب
کز در مکہ الی الشام منور گردید

’’مکہ اور شام ہی نہیں بلکہ مشرق سے مغرب تک حضور ﷺ کا نور ہر جگہ پھیل گیا۔‘‘

ہمہ آفاق ز انوار منور گشتہ
ہمہ اکناف ز اخلاق معطر گردید

''اس جہاں کے سارے کنارے انوارِ رسالت سے منور ہوگئے اور حضور کے اخلاق سے کائنات کا گوشہ گوشہ مہک اٹھا''۔

عـاقبـت بـرفـلك عـزوعـلاجـادارد
هـركـه از صدق ويقيس خاك بريں در گرديد

''انجام کار اس شخص عزت وبلندی کے آسمان پر جگہ ملتی ہے جو شخص صدق ویقین کے ساتھ اس در کی خاک بن جاتا ہے''۔

هـر گـزاز هـيـچ سـمـوے پـنـزيـر دخشكـى
هـر گـيـا هـے كـه زابـر كـرمـش تـر گـرديـد

''کوئی بادِ سموم اس گھاس کو خشک نہیں کرسکتی جس کو اس کے ابر کرم نے تر کیا ہو''

لـلـه الـحـمـد كـه ازدنياودين حقى را
هـمـه ازدولـت آں شـاه ميـسـر گـرديـد

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دنیا ودیں کی ہر نعمت اس بادشاہ کے دولت خانہ سے حقی (آپ کا تخلص) کو نصیب ہوگی۔

(ضیاء النبی جلد ۲، صفحہ ۳۳ تا ۴۲)

تاریخِ وفات؟

حضور نبی کریم ﷺ کے تاریخ وصال بارے ائمہ کا اختلاف ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب قول ہے کہ بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور قول منسوب یہ بھی ہے کہ ۱۰ ربیع الاول کو وصال ہوا۔

حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے منسوب قول ۱۵ ربیع الاول ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب قول ۱۱ رمضان کا ہے

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۴، وفاء الوفاء، ج ۱، ص ۳۱۸)

حضرت علامہ مولانا اشرف قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

پہلی روایت کہ جس میں ۱۲ ربیع الاول تاریخ وفات ہے اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحٰق بن راہویہ، امام علی مدینی امام ابوحاتم رازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا امام یحیٰی بن معین نے کہ واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا بخاری اور ابوحاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے مرہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے ابن عدی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۴۲۵) (بارہ ربیع الاول میلاد النبی یا وفات النبی ﷺ صفحہ ۴)

لہٰذا بارہ ربیع الاول کو وفات بتانے والی روایت پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

دیوبندی مؤرخ شبلی نعمانی وفات النبی ﷺ کے حوالے سے لکھتا ہے۔

تاریخ وفات کی تعیین میں راویوں کا اختلاف ہے کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی مجھ کو کوئی روایت احادیث میں نہیں مل سکی ارباب سیر کے ہاں تین روایتیں ہیں یکم ربیع الاول دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینوں روایتوں میں بالصم ترجیح دینے کے لئے اصول روایت ودرایت دونوں سے کام لینا ہے روایۃ دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابومخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری ص ۱۵۔۱۸) اس روایت کو گو اکثر قدیم مؤرخوں مثلاً یعقوبی ومسعودی وغیرہ نے قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد وطبری نے نقل کی ہے (جزء وفات) لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جس کو اس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول ہے البتہ بیہقی نے دلائل میں بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس ابن سید الناس وفات) لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسی بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) اور سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں روز وفات دوشنبہ کا دن تھا۔

(صحیح بخاری ذکر وفات وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ)

اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک حساب لگاؤ ذی الحجہ محرم صفر ان تینوں مہینوں کو خواہ ۲۹، ۲۹ لو خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ

بعض ۳۰ کسی حالت اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑسکتا۔

اس لئے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول کو حساب سے اس وقت دوشنبہ پڑسکتا ہے جب تینوں مہینے ۲۹ ہوں جب دو پہلی صورتیں صحیح نہیں ہیں تو اب صرف تیسری صورت رہ گئی ہے جو کثیر الوقوع ہے یعنی یہ کہ دو مہینے ۲۹ کے اور ایک مہینہ ۳۰ کا لیا جائے اس حالت میں ۲۹ ربیع الاول کو دوشنبہ کا روز واقع ہوگا اور یہی ثقہ اشخاص کی روایت ہے۔

یکم اور دوم تاریخیں دوم تاریخ صرف ایک صورت میں پڑسکتی ہے جو خلافِ اصول ہے یکم تاریخ تین صورتوں میں واقع ہوسکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں اور روایات ثقات ان کی تائید میں ہیں اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہے اس حساب میں فقط رویت ھلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہوسکتے ہیں۔

(سیرت النبی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

علامہ ابوالقاسم السھیلی علیہ الرحمہ نے الروض الانف یہی استدلال فرمایا کہ نو ذوالحجہ جو جمعۃ المبارک کا دن تھا اس بات پر سب کا اتفاق ہے اس حساب سے ذوالحجہ، محرم، صفر کے ایام کی تعداد انتیس اور تیس تصور کر کے ممکنہ آٹھ صورتوں میں حساب گیا تاہم کسی صورت میں بھی ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کا دن نہیں آتا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۶)

اگر بالفرض اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو ہی آپ ﷺ کا

وصال شریف ہوا تھا تو وفات کا غم وفات سے تین دن کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں چنانچہ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امرنا ان لانحد علی میت فوق ثلاث الالزوج

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۲۲۰، ۲۱۹)

ثابت ہوا کہ تین دن کے بعد وفات کی غمی منانا ناجائز ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور وفات بھی جمعہ کے دن ہوئی جو بالاتفاق ثابت ہے۔

اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان هذایوم عید جعله الله للمسلمین

(سنن ابن ماجہ، ص ۷۸)

یہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ یوم میلاد النبی آدم علیہ السلام بھی ہے اور وفات النبی علیہ السلام بھی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یوم میلاد کی خوشی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ولادت کی تاریخ اور وفات کی تاریخ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

شرح مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونے کے لئے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجمہور رہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیأت وزیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے۔

کما حققناہ فی فتاوٰنا

(جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوی میں اس کی تحقیق کردی ہے)

یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی کسی حساب سے صحیح نہیں تعامل مسلمین حرمین شریفین ومصر وشام بلاد اسلام وہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگرچہ آٹھ یا بالفرض غلط نو یا کوئی تاریخ ہو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کونسی ممانعت ہے وہ وجہ کہ اس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے۔ تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے ہمیں شریعت نے نعمت الٰہی کا چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا لہٰذا اس تاریخ کو روز ماتم وفات نہ کیا روز سرور ولادت شریفہ کیا

کمافی مجمع البحار الانوار

(جیسا کہ مجمع البحار الانوار میں ہے) اور اگر ہیأت وزیج کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شرف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول کما حققناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کردی ہے) بہر حال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۷)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائی گے

پیش لفظ

معروضات وعزائم

الحمدللہ پیش نظر رسالہ "۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت یا تاریخ وفات" انجمن ضیاء طیبہ کے اشاعتی سلسلہ کے ۴۶ ویں نمبر پر ہے مختلف انداز سے بدمذہبوں، خارجیوں اور ناصبیوں نے اسلامی صفوں میں گھس کر فتنے اور نت نئے تنازعات پیدا کرنے کی مکروہ جسارتیں کی ہیں۔ غلامان مصطفیٰ جب اپنے پیارے آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی تشریف آوری کا جشن مناتے ہیں تو یہی بدمذہب افراد عوام اہلسنت کو کنفیوز کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہتے ہیں!" کہ ۱۲ ربیع الاول شریف ولادت کا یوم نہیں ہے بلکہ وفات کا دن ہے"۔ حالانکہ عالم اسلام میں شرق تا غرب ۱۲ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام ہوتا ہے۔ انجمن ضیاء طیبہ نے یہ عزم کیا ہوا ہے کہ اسلامی مسلمہ اصولوں کے خلاف جو فتنہ بھی برپا ہو اس کا منہ توڑ مگر علمی اور مدلل جواب دیا جائے۔ انجمن نے اس سے پہلے ڈنمارک اور ناروے کے کارٹونسٹ اور صحافیوں کی ہرزہ سرائی اور گستاخی کا علمی انداز میں جواب تحریر کیا اور شائع کیا تھا۔ ملعون رشدی کی گستاخیوں، ذاکر نائک کی ہرزہ سرائی و دریدہ ذہنی نیز امریکن فتنہ پرور عورتیں امینہ ودود اور اسراء نعمان وغیرہ کی بے حیائی اور ہالینڈ میں قرآن مجید کی تحریف کے ناپاک منصوبوں کی بیخ کنی کے لئے کتب زیر تدوین وزیر اشاعت ہیں۔ قارئین سے دعا التماس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حالات حاضرہ کے فتنوں کا بروقت مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سید اللہ رکھا ضیائی

(خادم) انجمن ضیاء طیبہ

الحمد لله العلی الکبیر المتعال خالق الارض والجبال المتوحد بالعظمة والجلال المتقدس بالحسن والجمال و افضل الصلوة و اکمل السلام علی سیدنا و نبینا و مولانا احمد ن المجتبے محمد ن المصطفی صاحب الجمال والکمال و علی اله وصحبه و اولیاء امته الی یوم الزلزال

امابعد

فقیر پر تقصیر بے توقیر نسیم احمد صدیقی نوری غفر اللہ الباری نے فاضل جلیل حضرت مفتی محمد اکرام المحسن فیضی زید مجدہ نے محترم سید اللہ رکھا شاہ ضیائی صاحب (سرپرست و بانی انجمن ضیاء طیبہ) اور محترم سید رفیق شاہ صاحب (سحر فاؤنڈیشن) کی ترغیب پر زیر نظر رسالہ بعنوان ""۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت یا تاریخ وفات" تالیف فرمایا۔ قرآن واحادیث اور اقوال فقہاء، علماء، صلحاء سے دلائل نقل کر کے تحقیق حق کا تقاضا پورا کیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی اکرام المحسن صاحب کا قلم ان کے جد بزرگوار خاتم المحدثین، رئیس المحققین حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی قدس السرہ القوی سے فیض یافتہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف اپنے جد بزرگوار علیہ الرحمۃ والرضوان کے انداز میں روایات کے ساتھ ساتھ درایات کے اصولوں کو اپنا کر علم اسماء الرجال سے استفادہ کرتے ہوئے چھان پھٹک کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا جانتے اور سمجھتے ہیں۔

اس میں کیا شبہ ہے؟ کہ آقاء دو جہاں، رونق کون و مکان علیہ الصلوۃ والسلام نے عدم سے مشاہدہ قدم جب اس عالم آب وگل کو رونق بخشی تو پیر کا مبارک

دن اور ربیع الاول شریف کی ۱۲ تاریخ تھی۔ جب کہ شمسی تقویم کے حساب سے بعض محققین کے نزدیک ۲۰ اپریل یا ۲۲ اپریل یا ۲۰ اگست ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء ہے جب کہ تقویم تاریخی کے مرتب عبدالقدوس ہاشمی کے نزدیک ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔ یہودی کلینڈر کے مطابق ۲۰ نیسان ۸۳۳۲ خلیفہ اور ۲۰ نیسان ۸۸۲ سکندری کی تاریخیں ملتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے وصال شریفہ کی تاریخ میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے، بعض نے ۲ ربیع الاول، ۸ ربیع الاول، ۱۲ ربیع الاول اور ۲۹ ربیع الاول میں سے کسی ایک تاریخ کو بیان کیا ہے۔ اگر ۱۲ ربیع الاول شریف میں وصال شریف فرض کیا جائے تب بھی مسلمان کو صرف سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی تشریف آوری کا جشن منانا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ وصال شریفہ کے دن جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رنج وغم کا اظہار کیا اور عالم افسردگی میں دامن ہوش کھو بیٹھے تھے تو حضرت خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو تنبیہ فرمائی عام مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ کوئی اس موقع پر رنج وغم اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ شمسی تقویم کے حساب سے وصال شریف ۷ جون ۶۳۲ء بروز پیر ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ۱۰ ہجری میں اپنے حجۃ البلاغ کے موقع پر یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ (یوم جمعۃ المبارک) یہ اعلان فرمایا، " کہ اب زمانہ پھر صحیح وقت پر آ گیا ہے۔ آئندہ سے نہ کبیبہ ہوگا، اور نہ نسی ہوا کرے گی"۔ اہل عرب اپنے کلینڈر میں یہودی طریقے کے مطابق تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ سال کے بارہ مہینوں میں کیا کرتے تھے اس عمل کو " کبیبہ " کہتے ہیں۔ یہ طریقہ "قبیلہ کنانہ" کے ایک حساب داں شخص " قلمس " نے جاری کیا تھا۔ دو سال یا تین سالوں پر ایک مہینہ کے اس اصافہ کے

باعث حج کا مہینہ ذی الحجہ کے بجائے دیگر مہینوں میں بھی آیا، نیز دوسری خرابی یہ ہوئی کہ حرمت والے چار ماہ (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم) میں بھی تبدیلیاں واقع ہوگئیں تو پھر "قلمس" یہ بھی بتاتا تھا کہ حرمت والے مہینے آئندہ سال کون کونسے شمار ہوں گے اس عمل کو "النسئ" کہا جاتا تھا۔ آقائے انسانیت، پیکر نورانیت، نبی رحمت ﷺ نے متذکرہ دونوں طریقوں کو باطل قرار دے کر منع فرمادیا۔

اللہ تعالی نے اس علم "توقیت" و" تقویم" سے متعلق ارشاد فرمایا ہے،"ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب"

(سورہ یونس:۵)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔

(کنزالایمان)

"ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فی كتب الله"

(سورۃ توبہ:۳۶)

(ترجمہ) بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں

(کنزالایمان)

قمری تقویم کے مطابق حساب دانوں نے علم " تقویم " کے مطابق تحقیق کی ہے تو اکثریت اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف بروز پیر ولادت شریفہ ہے اور عالم اسلام میں اسی یوم میں جشن عید میلادالنبی ﷺ کا انعقاد ہوتا

ہے۔ جغرافیہ عالم کے تمام براعظموں میں کس طرح عقیدت واحترام سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا احترام ہوتا ہے؟ یہ جاننے کے لئے فقیر کی تالیف "میلادالنبی کب سے؟ مطالعہ تاریخی تسلسل" اور "میلادالنبی، اجالے اور حوالے" کا مطالعہ ضرور کیجئے۔ فقیر دعا گو ہے کہ حضرت علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی کی اس تالیف مبارکہ کو مقبول عام بنائے اور مفتی صاحب کے علم وعمل میں، عمر میں برکتیں ہی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین اللہ تعالی سے بہ وسیلہ یوم عید میلادالنبی ﷺ دعا ہے کہ ہمارے سرپرست اور انجمن ضیاء طیبہ کے بانی محترم المقام حضرت سید اللہ رکھا شاہ قادری ضیائی صاحب کو اور ان کے معاونین واحباب کو بھی خوب برکتیں عطا فرمائے تا کہ مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کا سلسلہ ان کے ذریعہ سے جاری رہے۔

آمین یارب العالمین

سگ درگاہ مفتی اعظم

احقر نسیم صدیقی غفرلہ

میلادالنبی ﷺ کے متعلق علمائے کرام کے تاثرات:

☆ خاتم الفقہاء والمحدثین شیخ احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں۔ جیسے صدقہ، رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اور آپ کی مدح" (فتاویٰ حدیثیہ)

☆ حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے"۔ (سیرت نبوی)

☆ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن وامان رہتا ہے اور اس میں جلد مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے"۔ (روح البیان)

☆ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"میلادالنبی پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے"۔ (روح البیان)

☆ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

"ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے اور خوشی مناتے ہیں

نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں"۔(انوارِ محمدیہ)

☆ محقق دوراں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

میلاد شریف کرنے والوں کے لیے اس میں سند ہے جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن مجید اس کی مذمت میں نازل ہوا جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خرچ کرنے کی وجہ سے جزاء دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو محبت اور خوشی میں بھرپور ہو کر اس میلاد شریف میں مال خرچ کرتا ہے۔(مدارج النبوت)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت شاہ ولی اللہ "فیوض الحرمین" میں لکھتے ہیں: "میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں ہو رہی تھی بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے اور میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے"۔(تواریخ حبیب الٰہ، ص ۸)